راؤ پونچا راٹھور جالی ایڈر کا گھوڑا بروقت مقابلہ جنگ ہاتھی سے چمک کر ایک غار میں جا پڑا راجہ اس صدمہ سے مرگیا۔ اُس وقت تو کسی کو معلوم نہ ہوا۔ مگر دوسرے دن ایک لکڑہارا اُسکا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لایا بادشاہ حیران تھا کہ یہ کس کا سر ہے اور کون اسکو پہچانے۔ آخر ایک سپاہی نے جو پہلے راؤ پونچا کے پاس ملازم رہ چکا تھا اُس سر کو دیکھکر سلام کیا اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ بیشک یہ سر راؤجی کا ہے۔ مسلمانوں نے اُسپر اعتراض کیا کہ تو ایک کافر کو اتنی تعظیم سے یاد کرتا ہے۔ حق شناس بادشاہ نے کہا کہ اسکو کچھ نہ کہو اس نے نمک کی رعایت کی ہے۔ بیت

زخم کہ از خون تو گوید سخن

چون نمکت خوردہ بہ بندد دہن

ایسے ہی جب اہل ہند اکبر بادشاہ کے تالیف قلوب اور صلح کُل برتاؤ سے بخوشی مطیع اسلام ہوکر مہمات جنگ میں شاہی لشکر کے ساتھ اپنے ہمقوموں سے صف آرا اور نبرد آزما ہوتے تھے تو حق پسند مسلمان اُنکی اس خدمت کو قبول کرکے اُسکا شکریہ ان لفظوں میں ادا کرتے تھے۔ ع

کہ ہندو مے زند شمشیر اسلام

اب ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ اس زمانہ کے زندہ دل اور روشنضمیر مسلمان بھائی ہمارے اس مختصر رسالہ کو دیکھکر کیا کہتے ہیں۔ گو ہم نے یہ خدمت اکابر اسلام کی کسی صلہ کی نیت سے نہیں کی ہے۔ بلکہ اظہار شکر کیا ہے جو کہ فرض تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر ہمارے مسلمان بھائی ہماری اس خدمت کی قدر کرینگے۔ تو ہمارا حوصلہ اس قسم کی تصنیفات کے واسطے اور بڑھیگا جسکا کہ سامان اور مصالحہ ہمارے پاس بہت کچھ موجود ہے۔ فقط۔

دیبی پرشاد مورخ راجپوتانہ
مقام جودھپور
۱۷۔ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

رسالہ مفید انام کارآمد خاص و عام

یعنی نسخہ

اکابر اسلام

جسمیں بعض اساتذہ اسلام علمائے عظام کے شریف حالات و لطایف تصنیفات

کا مختصر تذکرہ ہے

منشی دیبی پرشاد قوم کایستھ مورخ راجپوتانہ و مصنف ریاست جودھپور

نے تالیف کرکے

افضل الفضلا مربی علوم و سرپرست علما محض خیر سراپا کرم

منشی محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار لاہور

کی خدمت میں پیش کیا اور جناب ممدوح کے حکم سے

بار اول سنہ ۱۹۰۷ء میں

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے خادم التعلیم اسٹیم پریس میں منشی محمد عبد العزیز مینیجر کے

اہتمام سے چھپا

قیمت ۱۲/

دور بھاگتا تھا۔ اور تھوڑی سی معاش میں اپنا گذارہ کرتا تھا۔

۵۔ **حکیم بو علی سینا** محمد کبلی کے مرنے سے تیس برس بعد پیدا ہوا تھا وہ ہر صبح مسند حکمت پر آکر بیٹھتا تھا۔ اور دوائیوں کے حقے آگے رکھ لیتا تھا پھر جو بیمار آتا اسکو دوا دیتا۔ کہتے ہیں کہ جب تک ۱۲۰ بیماروں کا علاج نہ کر لیتا تھا کھانا کھانے کو نہیں اٹھتا تھا۔ اسکو جو کچھ حاصل ہوتا تھا وہ سب خرچ کر دیتا تھا۔ اس نے ایک بیمار خانہ بنایا تھا۔ اس میں مریضوں کے آنے کی روزانہ اوسط چار سو تھی اور اچھے ہو کر جانے والوں کی تین سو۔ انکو کھانا کپڑا اور دوا جب تک کہ وہ رہتے تھے سب بو علی کی طرف سے ملتا تھا اور جاتے وقت جسکے پاس نہیں ہوتا اسکو خرچ اور سواری بھی دیتا تھا اور کچھ دور پہونچانے بھی جاتا تھا۔ اور جس کو جس دوا سے آرام ہوتا تھا وہی دوا بھی اسکو حقہ میں بھر کر دیدیتا تھا کہ پھر کبھی جو مرض عود کرے تو کام آوے تمام عمر اسکا یہی کام تھا اور اسی سبب سے اسکو شیخ الرئیس کہتے ہیں۔

۶۔ **ابن ہیثم** بغدادی۔ اس نے بہت کتابیں تصنیف کی تھیں مگر سب پانی میں ڈبو دیں اور ایک نسخہ چھوڑ رہا وہ ایسا تھا کہ کوئی اسکو سمجھ نہیں سکتا تھا

۷۔ **ابو القاسم** عبد الرحمن نیشاپوری ۸۰ برس کا ہو کر مرا وہ کہا کرتا تھا کہ طبیب حقیقی وہی ہے کہ جو اپنے نفس کا معالجہ فضائل اور کمالات سے کرے۔ جس نے کہ نفس کو چھوڑ کر ضلالت کا معالجہ کیا اس نے کچھ نہ کیا۔

۸۔ **عمر خیام** نیشاپوری بڑا عالم تھا۔ لغت۔ فقہ اور تواریخ خوب جانتا تھا اسکے عربی فارسی اشعار اور رباعیات بہت مشہور ہیں اسکو سلطان ملک شاہ سلجوقی نے اپنی صحبت میں رکھا تھا اور ندیم مجلس بنایا تھا۔

۹۔ **یحییٰ** بن سالک حصاری سات برس میں اندھا ہو گیا تھا تاہم علم منطق نجوم ریاضی پڑھا اور قرآن حفظ کیا۔ وہ زائچہ نکالا کرتا تھا اور ارباب دولت کو بھیجتا تھا۔

تذکرہ اکابر اسلام

شکرِ حق واجب بود از بہرِ نعمت ہا ترا
تا بیک از حقِ نعمت سا و راہِ منت ترا

⁂

ایہا الناظرین! ہم نے جو اکابرِ اسلام کے وہم قدم قلم اور درم سے فیض پایا ہے اُسکے شکرانہ میں یہ چھوٹی سی کتاب لکھی جاتی ہے جسمیں بعض اکابرِ اسلام کے فضل وکمال کا مختصر تذکرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ یہ لوگ اپنے اپنے عہد میں کیسے کچھ خیر مجسم عالم باعمل اور سراپا کرم تھے۔ اور اُنکی ذات بابرکات سے کس قدر فیض اہلِ عالم کو پہنچتا تھا۔

یہ ایک فطرتی انسانی خاصہ ہے کہ جو شخص جس سے کچھ فیض پاتا ہے وہ کچھ نہ کچھ اُس سے متاثر ہوتا ہے۔ اور یہ متاثر ہونا ہی انسان کو حق شناسی کی تعلیم دیتا ہے اور اُسکی طبیعت میں ایک مستحکم نقش محسن کی عزت اور محبت کا قائم کرتا ہے جس کا نشان وقت پر ممنونیت اور مشکوری کی صورت میں از خود ظاہر ہو جاتا ہے کسی تحریک کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہاں ایک تاریخی حکایت قابلِ ذکر ہے:

سنہ ۱۳۱۵ء میں گجرات کے بادشاہ سلطان احمد نے ایڈر[1] کے اوپر لشکر کشی کی تھی

---

[1] یہ وہی ایڈر ہے جہاں ابھی ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو ہمارے آقائے نعمت حضور پُر نور مہاراجہ سردار سنگھ بہادر والیِ ریاست جودھپور کے چچا اور مصاحبِ اعلیٰ مہاراج مہراج کرنل سر پرتاب سنگھ جی سی ایس آئی ایڈ یکانگ اعلیٰ حضرت ملک معظم خسرو عالم ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و شاہنشاہ ہندوستان مسند نشین ہوکر

آتشین لشکر کہ جسکا سب ساز یراق بھی آتشی تھا خان کے ڈیرہ میں حاضر کیا جس سے خان کو بڑی وحشت ہوئی۔ وزیر نے رخنہ پا کر عرض کی خداوند سلامت عجب نہیں کہ وہ سلطنت کی طمع کرے۔ خان نے [illegible] اسکو قید کر دیا اور وہ قید ہی میں تین برس تیر کر کے مرگیا۔

۱۳۔ خواجہ نصیر الدین طوسی۔ علامۂ عصر تھا۔ ہلاکو خان اسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ اسکی تصنیفات سے کتاب اخلاق ناصری مشہور ہے۔ زیج خانی بھی اسی کی صلاح سے لکھی گئی ہے۔ وہ ۶۷۲ھ میں مرا۔

۱۴۔ ملا قطب الدین علامہ شیرازی شیخ سعدی کا بھانجہ تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں مختلف علموں میں تصنیف کی ہیں۔ ازانجملہ شرح حکمۃ الاشراق منفی الحکمت۔ درالتاج۔ شرح مختصر اصول اور شرح مفتاح سکاکی ہے۔ اور علاوہ ازیں علم منطق وغیرہ میں بھی کتابیں لکھی ہیں۔

۱۵۔ ملا سعد الدین اسفرائنی آسودہ تھا کہ بادشاہ کی ضیافت میں بھی اسکو کوئی چیز مستعار منگوانے کی حاجت نہیں پڑتی تھی۔ سلطان محمد شاہ جونہ نے اسکے پاس درخواست ہندوستان میں آنے کی بھیجی۔ مگر اس نے قبول نہ کی۔ اور صرف ایک کتاب اپنی بنائی ہوئی اسکے واسطے بھیجدی۔

۱۶۔ فخر الدین رازی بہت سی تصانیف کا مصنف تھا۔

۱۷۔ ملا سعد الدین بھی علیٰ ہذا القیاس۔ اور کتاب مطول علم معانی میں اسی کی تصنیف ہے۔

۱۸۔ شیخ بہاؤ الدین محمد عاملی جامع علوم عقلی و نقلی تھا و نیز عامل علوم عجیبہ۔ شاہ عباس صفوی صفاہانی اسکی بہت خاطر کرتا تھا۔ ایک دن اس نے [illegible] سے دو [illegible] کی سفارش کی کچھ اثر نہ ہوا۔ تو انکو شکار [illegible] میں لیجا کر چھوڑ دیا اور کہا کہ اگر شاہ پوچھے تو کہہ دینا کہ ۳۰ برس سے یہاں تھا کہنے لگے [illegible] شاہ کے پاس جا [illegible]

اکابر اسلام
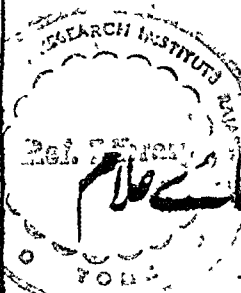
بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول در ذکر بعضے حکمائے علام

۱ - **حنین** بن اسحاق ماموں و معتصم خلیفوں کے عہد میں ایک مشہور مترجم تھا اُس نے ارسطو اور افلاطون کی بہت سی کتابوں کو یونانی سے سریانی اور عربی میں ترجمہ کیا ہے۔

۲ - **محمد** بن زکریا اوائل میں انگریز تھا پھر کیمیاگری میں مشغول ہوا اُسکی بینائی میں نقصان آگیا تھا۔ اسلئے ایک طبیب کے پاس معالجہ کے واسطے گیا۔ طبیب نے کہا کہ میں تو بغیر پانسو دینار لیے علاج نہ کروں گا۔ محمد نے ناچار دیئے طبیب نے کہا کہ دیکھ کیمیا یہ ہے۔ وہ نہیں ہے کہ جسکے واسطے تو محنت کر رہا ہے۔ محمد نے کیمیا چھوڑ کر طب پڑھنی شروع کی۔

۳ - **ابوالحکم** بن سہام بڑا طبیب تھا اُسکو بقراط ثانی اور محمود الارض کہتے تھے۔ وہ غریبوں کے معالجہ کے لئے تو پیادہ ہی چلا جاتا تھا اور امیروں کے یہاں بغیر سواری کے نہیں جاتا تھا۔ ایک دن سلطان محمود غزنوی نے اپنے علاج کے لئے اُسکو بلایا۔ اُس نے عذر کیا تو جبراً لانے کا حکم دیا لوگ اُسکو گھوڑے پر چڑھا کر لیجاتے تھے کہ راستہ میں گرا اور مرگیا۔

۴ - **محمد** بن کیل مسلمانوں میں مثل اُسکے کوئی حکیم نہ ہوا وہ ولندیز دل سے

اُسکی تصنیف سے ہے۔

۲۳۔ شیخ مجد الدین بغدادی۔ شہر خوارزم میں وعظ کیا کرتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی ماں بھی اُس مجلس میں حاضر ہوتی تھی۔ دشمنوں نے ایک رات کو جب سلطان نشہ میں بے خود تھا یہ ماجرا دوسری طرح سے اُسکے ذہن نشین کیا۔ سلطان نے کہا کہ شیخ کو دجلہ میں ڈبو دیں۔ اس وقت شیخ نے یہ رباعی کہی۔

در بحرِ محیط غوطہ خواہم خوردن | یا غرقہ شدن یا گوہرے آوردن
کارِ تو مخاطرا ست خواہم کردن | یا سُرخ کنم روے زتو یا کردن

کہتے ہیں کہ شیخ کا ڈبونا باعث زوال سلطنت سلطان کا ہوا چنگیز خان کا خروج اور دوسرے حادثہ اُسی کے وبال سے سمجھے گئے ہیں۔

۲۴۔ شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری شیخ مجد الدین کا مرید تھا۔ اس نے تذکرۃ الاولیا۔ منطق الطیر۔ الٰہی نامہ۔ اسرار نامہ تصنیف کیا ہے۔ ۶۲۷ھ میں تاتاریوں کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ اُس وقت اُس کی عمر ۱۱۴ برس کی تھی۔

۲۵۔ شیخ محی الدین عربی۔ اس نے اصول اور فروع میں پانسو اور کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اُن میں سے فتوحات اور فصوص ہیں۔

۲۶۔ مولانا جلال الدین رومی ۶۰۴ھ میں بمقام بلخ پیدا ہوا اور ۶۷۲ھ میں وفات پائی۔ اسکی مثنوی مشہور ہے جسکو مثنوی مولانا روم اور مثنوی معنوی بھی کہتے ہیں۔ یہ حسام الدین نام ایک مرید کی فرمائیش سے تصنیف ہوئی ہے۔ مولانا تنہائی پسند تھے۔ ایک دن ایک درویش نے انکی خدمت میں جاکر کہا کہ اکیلا کیوں بیٹھا ہے۔ مولانا نے کہا کہ اب اکیلا ہوا کہ تونے شغل حق سے باز رکھا ہے۔

۲۷۔ میر حسین حسینی صاحب حال وقال تھے۔ کتاب کنز الرموز نزہۃ الارواح

۱۰۔ ابو علی الحسین اسکو شمس الدولہ دیلمی نے اپنا وزیر بنایا تھا۔ ۴۲۸ھ میں مرا۔ یہ پہلا حکیم ہے کہ جس نے خدمت ملوک اختیار کی ورنہ اگلے حکیم اپنے کو بادشاہوں سے عالیقدر سمجھکر انکی خدمت نہیں کرتے تھے۔

۱۱۔ شیخ شہاب الدین حکمت اور تصوف میں بیمثل تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ تم افضل ہو یا بو علی۔ کہا کہ حکمت میں تو برابر ہیں مگر کشف میں زیادہ ہوں۔ شیخ کی تصنیفات حکمت اور تصوف میں بہت ہیں اور نادر۔

۱۲۔ یوسف سکاکی مشہور عقلاء زمان سے تھا۔ اس نے کتاب مفتاح العلوم علم ادب میں تصنیف کی ہے۔ اسکو جادو اور علم تسخیرات میں بڑا دخل تھا۔ چغتی خان کے وزیر عمید نے اسکی تعریف دربار شاہی میں بہت کچھ کی جسپر خان اسکا معتقد ہوگیا۔ ایک دن بہت سے کلنگ آسمان میں اڑے جاتے تھے خان نے سکاکی سے کہا کیا ان میں سے دو تین زمین پہ اتار سکتے ہو اس نے کہا ہاں آپ جس جس کو کہو۔ خان نے تین کلنگوں کی طرف اشارہ کیا۔ سکاکی نے فوراً ایک منڈل زمین پر کھینچا اور وہ تینوں کلنگ چکر کھاتے ہوئے زمین پر آگرے۔ خان کو اور بھی اسکا اعتقاد ہوگیا۔ سکاکی سے روایت کرتے ہیں۔ یعنے وہ کہتا تھا کہ ایک سال بغداد میں میں نے خلیفہ اور وزیر کی کدورت سے آگ کو تین روز تک ایسا باندھ دیا تھا کہ وہ کسی طرح بھی نہیں سلگتی تھی۔ اس سے مخلوق تنگ آگئی اور خلیفہ نے مجھسے عاجزی کی کہ آگ کو کھول دے میں نے کہا اس شرط پر کہ آپ منادی کریں کہ یہ کام سکاکی کا ہے اور وزیر کونِ سگ پر بوسہ دے۔ آخر ایسا ہی کیا گیا۔ سکاکی نے ایک دن چغتی سے کہا کہ نجوم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وزیر پر کچھ آفت آنیوالی ہے۔ مبادا اسکا اثر آپ کو پہونچے۔ اور اس طرح وزیر کو موقوف کرادیا۔ اور ایک برس بعد سفارش کرکے پھر بحال کرایا۔ مگر وزیر نے اس بات کا کینہ اپنے دل میں رکھا تھا۔ ناگاہ انہی دنوں میں سکاکی نے ستارہ مریخ کو تسخیر کرکے ایک

۲۵۔ قطب محی شیرازی۔ شاہ طہماسپ صفوی کے عہد میں تھا۔ عالمگیر بادشاہ اُسکے مکاتبات کو بہت پڑھا کرتے تھے۔ یہ شعر اُسکا ہے۔

وداع میکنم وسیر و وزدیدہ و دل
بروئے چہرۂ زر دم سرشک گلناری

فصل دوم در ذکر بعضے از مشائخ کرام

۱۔ شیخ برہان۔ اچھا درویش تھا۔ عالمگیر بادشاہ ایام شاہزادگی میں اکثر اُس سے ملا کرتے تھے۔ اور عاقل خان نے جو اُسی وقت میں اُس کا مرید ہوا تھا ایک کتاب اُسکے ملفوظات میں ثمرات الحیات نام لکھی ہے۔

۲۔ ملا شاہ بدخشی۔ جاڑے دن میں لاہور اور گرمی میں کشمیر رہا کرتا تھا۔ شاہزادہ دارا شکوہ کو اُسکا بڑا اعتقاد تھا۔ ایک دفعہ شاہ جہان بادشاہ بھی اُسکے مکان پر گئے سنہ جلوسی عالمگیر میں مرگیا۔ عارف تھا۔ اور اشعار موحدانہ کہتا تھا۔

۳۔ شیخ عبدالرحمن بھی مشائخ میں سے تھا اور اُس نے ایک کتاب مرآت الاسرار نام مشائخ متقدمین اور متاخرین کے حال میں لکھی ہے۔

۴۔ شیخ دولا گجراتی۔ اہل پنجاب اُسکے بہت معتقد تھے۔ بہت سے آدمی اُسکے باورچیخانہ سے کھانا پاتے تھے۔ اُس نے بہت سارے وحشی جانور اور چرند و پرند جمع کئے تھے۔ مثل ہاتھی۔ شیر۔ شتر اور بز وغیرہ اور ان سب کو اُسکے یہاں سے خوراک ملتی تھی گجرات اور لاہور کے راستہ میں ایک بڑا المیاپل بنایا تھا۔

۵۔ شیخ بایزید افغان۔ کوچہ و بازار میں ننگے سر اور ننگے پیر پھرا کرتا تھا جمعہ کو بادشاہ کے پاس جاتا تھا۔ اور محتاجوں کی بابت حوائج کر کے اُنکے کام نکلواتا تھا۔

ٹھہرے ہوئے ہیں اور وہاں ایک عجیب باغ بھی ہے۔ شاہ سواری کرکے شکار گاہ میں گیا۔ اُس نے نہ وہاں کبھی باغ دیکھا تھا اور نہ درویش۔ اب دیکھکر بہت حیران ہوا۔ باغ میں گیا اور درویشوں سے پوچھا کہ کب سے تم نے یہاں سایہ ڈالا ہے۔ اُنھوں نے کہا بیس سال سے۔ شاہ نے جو یہ سنا تو اور بھی حیرت ہوئی اور بہت سا روپیہ اُن کی نذر کیا۔ دوسرے دن شیخ کو لیکر پھر وہیں شکار کے واسطے گیا تو نہ باغ دیکھا نہ درویش۔ بولا یا شیخ یہ کیا تھا۔ شیخ نے کہا جب تک کہ تم اس قسم کی کوئی چیز نہیں دیکھتے ہو کسی کو کچھ نہیں دلاتے۔ جب شاہ کو وہ حال معلوم ہوا تو شیخ کا اعتقاد اور اسکو بڑھا۔ شیخ کی تصنیفات بہت ہے جسمیں سے خلاصۃ الحیات اور مثنوی نان وحلوا اور شیر وشکر زیادہ مشہور ہیں۔ یہ رباعی شیخ کے نتیجۂ فکر سے ہے

از خوانِ فلک قرص جوی بیش مخور ؛ انگشت عسل مخواہ وصد نیش مخور
از نعمت الوانِ شہان دست بدار ؛ خونِ دل صد ہزار درویش مخور

۲ شوال ۱۰۳۱ھ کو شیخ کی وفات اصفہان میں واقع ہوئی۔

۱۹ - محمد غزالی لقب حجۃ الاسلام اس نے بہت کتابیں تصنیف کی ہیں مثل احیاء العلوم کیمیاے سعادت وجواہر القرآن وتفسیر یاقوت التاویل چالیس جلدوں میں اور مشکوٰۃ الانوار وغیرہ۔

۲۰ - احمد غزالی محمد غزالی کا بھائی تھا۔ اسکی بھی لمعات وغیرہ چند معتبر اور مشہور کتابیں بنائی ہوئی ہیں۔ اور یہ رباعی اُسکی طبع زاد ہے۔

ہموارہ تو دل ربودۂ معذوری ؛ غم ہیچ نہ آزمودۂ معذوری
من بے تو ہزار شب بخون در بودم ؛ تو بے تو شبے نبودۂ معذوری

۲۱ - شیخ نظامی گنجوی اسکی تصنیفات سے خمسہ مشہور ہے ۵۹۰ھ میں بعمر ساٹھ سال کے قضا کی۔

۲۲ - خواجہ یوسف ہمدانی۔ شیخ وقت تھا اور کتاب مبارک السالکین منازل السایرین

۵۔ قاضی نظام بدخشی۔ بڑا عالم تھا۔ اسکو اکبر بادشاہ نے غازی خان کا خطاب دیا تھا۔ اسکی تصنیفات بہت ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے اکبر بادشاہ کے واسطے سجدہ تجویز کیا۔ ملا عالم کابلی کو بڑا افسوس تھا کہ میں اس سجدہ کا مخترع نہ ہوا۔ قاضی نظام ۹۹۲ھ میں ستر برس کا ہو کر مرا۔

۶۔ شیخ سعین لاہور کا قاضی تھا اور بہت نیک مختصر اور خدا ترس جو کوئی اسکے پاس مقدمے لے کر آتا تھا تو اس سے عاجزی اور منت کرکے کہتا تھا کہ تم آپس میں صلح کر لو۔ تاکہ میں تمہارے درمیان ماخوذ اور شرمندہ نہ ہوں۔ وہ مدعی اور مدعا علیہ سے کہا کرتا تھا کہ تم دونوں واقف ہو اور مجھ ناواقف کو واقف سے کام پڑا ہے پس مجھکو شرمندہ درگاہ الہی مت کرو اور آپسمیں سمجھکر اپنا فیصلہ کر لو۔ وہ اپنی مدد معاش کی تمام آمدنی کاتبوں کو دیتا تھا اور ان سے کتابیں لکھوا لکھوا کر طالب علموں کو بخشتا تھا۔ اس طرح اس نے ہزاروں کتابیں شائقین علم کو تقسیم کر دی تھیں۔ ۹۰۵ھ میں مر گیا۔

۷۔ شاہ فتح اللہ شیرازی علوم عقلی و نقلی نیرنجات طلسمات اور جر ثقیل میں یکتا تھا۔ اکبر بادشاہ نے تعریف سنکر عادل خان بیجاپوری کے پاس سے بلایا۔ فتح پور میں خانخانان اور حکیم ابو الفتح پیشوائی کرکے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ عضد الملک کا خطاب اور منصب وزارت بشراکت راجہ ٹوڈرمل کے ملا۔ بحالت سفر کشمیر میں مر گیا۔ فیضی نے اسکے مرثیہ میں کہا ہے۔

شہنشاہ جہاں را دروفاتش دیدہ پرنم شد
سکندر را اشک حسرت ریخت کافلاطون عالم شد

۸۔ شیخ مبارک ناگوری بڑا عالم و فاضل تھا اس نے ایک بڑی تفسیر قرآن کی مثل تفسیر کبیر کے چار جلدوں میں نفائس العیون نام تصنیف کی ۱۰۰۱ھ میں بمقام لاہور فوت ہوا۔ اس نے اکبر بادشاہ کو ایک محضر بابت اختیارات

روح الارواح صراط المستقیم اور زاد المسافرین انکی تصنیفات سے ہیں۔ اُس نے کہا ہے جس نے کہ اپنے میں سیر نہ کی بحر معنی کو عبور نہ کیا۔ اُس کا انتقال ۷۱۸ ہجری میں ہوا۔

۲۸۔ اوحد الدین اصفہانی شاعر اور اہل دل تھا ایک مثنوی حدیقہ حکیم سنائی کی طرز پر کہی ہے جس کا جامِ جم نام رکھا ہے اور اُسکے خاتمہ میں کہا ہے۔

چون بتاریخ برگرفتم فال　　مقصد رفتہ بود وسی وسہ سال

۲۹۔ ضیا نخشبی۔ اس نے بہت کتابیں تصنیف کی ہیں ۷۵۱ھ میں فوت ہوا۔

۳۰۔ میر سید علی بن شہاب الدین ہمدانی۔ اس نے ذخیرۃ الملوک وغیرہ کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ قطب الدین حاکمِ کشمیر کے عہد میں کشمیر کو گیا۔ اور بہت عزت پائی۔

۳۱۔ خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی کسی کا مرید نہ تھا۔ انکا دیوان مشہور ہے اسکو لسان الغیب اور ترجمان الاسرار کہتے ہیں۔ اسکی وفات ۷۹۱ھ میں واقع ہوئی۔

۳۲۔ شیخ کمال خجند۔ اسکے اشعار بہت فصیح ہیں ۸۰۳ھ میں مرا۔ اُسوقت اُسکے حجرہ سے سوائے ایک بوریا اور ایک پتھر کے کہ جسکو سر کے نیچے رکھکر سوتا تھا اور کچھ نہ نکلا اُسکی لوحِ مزار پر یہ شعر کندہ تھا۔

برادر با کمال از خانہ رفتی　　ہزاران آفرین مردانہ رفتی

مولانا جامی نے بہارستانِ سخن میں لکھا ہے کہ "صحبتِ کمال بہ از شعر او۔ و شعرِ حافظ بہ از صحبتِ او۔

۳۳۔ شاہ نعمت اللہ ولی۔ انکی تصنیف پانسو کتاب اور کئی رسالے ہیں ۸۳۴ھ میں قضا کی۔

۳۴۔ مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی۔ اسکا کلام بہت شیریں ہے۔ بادشاہان نشان بڑی قدر کرتے تھے۔ ۸۹۸ھ میں وفات پائی۔

۱۱۔ ملا عبدالقادر شیخ مبارک کا شاگرد تھا اور ۲۰ برس تک شیخ فیضی اور ابوالفضل کی صحبت میں رہا۔ مگر بسبب مخالف مذہب کے اُنکی بڑی ہجو اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھتا ہے۔ ایسے ہی اکبر بادشاہ کا بھی بہت سا حال بے محابا اس کتاب میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ نے اسکی بابت اُسکے بیٹوں سے بہت مواخذہ کیا تھا۔ علاوہ منتخب التواریخ کے ملا عبدالقادر نے مہابھارت۔ رامائن اور سنگھاسن بتیسی کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے اور اُسکے سوا جامع رشیدی اور بحر الاسمار کا انتخاب بھی۔ اسکو نظم۔ نثر۔ عربی۔ فارسی۔ نجوم۔ حساب اور نغمات ہندی اور ولایت میں بھی بڑا دخل تھا۔

۱۲۔ ملا میرک شطرنجی۔ عبداللہ خان اور عبدالمومن خان سپہ داران توران کے ساتھ شطرنج کھیلا کرتا تھا اس سے شطرنجی مشہور ہو گیا ایک دفعہ حالت شطرنج بازی میں ایک لطیفہ بے اختیار اسکی زبان سے نکل گیا جس سے خان نے ناراض ہو کر اسکی ناک کاٹ لی وہ ہندوستان میں آیا۔ اکبر بادشاہ نے اسکی فضیلت اور قابلیت سے خوش ہو کر اپنے حکیموں اور جراحوں کو حکم دیا کہ مولانا کا یہ عیب دور کر دیں انہوں نے اسکی ناک ایسی درست کر دی کہ سوائے ایک خط کے اور کچھ نشان ظاہر نہ تھا۔

۱۳۔ ملا علاؤ الدین لاہوری۔ اپنے وطن سے آگرہ میں آیا۔ اکبر بادشاہ نے بڑی عزت سے دربار میں بلایا۔ وہ بعد سلام طرف راست جا کر خان عظیم کے اوپر کھڑا ہو گیا۔ میر توزک نے آکر مولانا سے کہا کہ تم فاضلوں کے زمرہ میں کھڑے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اگر ایک عالم جاہلوں کے اوپر کھڑا ہو جاوے تو کیا ہوتا ہے۔ یہاں علم کی عزت نہیں ہے۔ یہ مرد غریب اس ملک میں آکر پھنس گیا۔ بادشاہ نے چار ہزار ٹکہ کی جاگیر اسکو بطور

فصل سوم در ذکر بعضے از علمائے عظام

۱۔ مولانا عبداللہ۔ بڑا عالم تھا۔ شیرشاہ بادشاہ نے صدرالاسلام ہمایون بادشاہ نے شیخ الاسلام اور اکبر بادشاہ نے مخدوم الملک کا خطاب اُسکو دیا تھا۔ اُس نے کتاب کشف الغمہ بنائی تھی۔ اخیر میں اکبر بادشاہ نے اُسکو مکہ کی طرف نکالدیا تھا۔ جب واپس آیا تو سنہ ۹۹۰ھ میں بادشاہ کے اشارہ سے مارا گیا۔ اُسکے گھر سے کئی خزانے اور دفینے نکلے جو رشوت سے جمع کئے تھے اور اُسکے گورخانہ سے سونے کی اینٹیں برآمد ہوئیں۔

۲۔ قاضی صدرالدین قریشی مخدوم الملک کا شاگرد تھا اور عجب حافظہ رکھتا تھا۔ کہ جس کتاب کو ایک دفعہ پڑھتا یا دہو جاتی تھی۔ پھر اُسکے صفحہ کے صفحے پڑھ دیتا تھا۔ اکبر بادشاہ کی مجلس میں اُسکی بڑی عزت تھی۔

۳۔ شیخ سعداللہ لاہوری۔ اکثر قبروں میں جاکر سوجایا کرتا تھا۔ اور کتب تصوف کے دیکھنے سے بیہوش ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ اکبر بادشاہ نے اُسکو بلاکر کئی باتیں پوچھیں۔ اُنمیں ایک یہ بھی تھی کہ خدا کیونکر ملتا ہے اُس نے کہا بشکل۔ جیسے فقیر اہل دولت سے۔ مگر جب طلب اُس طرف سے ہوتی ہے تو جلد ہی جا ملتا ہے۔ بادشاہ نے اُسکو رخصت کرکے فرمایا کہ ازیں مرد بوئے سلف مے آید۔

۴۔ شیخ عبدالنبی اولاد امام ابوحنیفہ سے تھا۔ اکبر بادشاہ اُسکی بہت عزت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اُسکی جوتیاں بھی سیدھی کی تھیں اور تمام کام شرعیہ کے اُسکی رائے سے ہوتے تھے۔ مگر وہ متعصب بہت تھا۔ اور یہی سبب اُسکے اخراج کا مکہ کیطرف ہوا۔ واپس آیا تو اُسکے اوپر بہت روپیہ کا مطالبہ نکلا۔ پنجرے میں قید ہوا۔ وہیں سنہ ۹۹۲ھ میں مارا گیا۔

۱۹ - شیخ عبدالحق دہلوی - بہت بڑا عالم تھا۔ ۹۹۶ھ میں مکہ اور مدینہ جاکر علمِ حدیث کو اُس نے مکمل کیا۔ اور پھر دہلی میں آکر ایک سو ایک کتابیں تصنیف کیں۔ ازانجملہ شرح سفر السعادت۔ شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی اور اخبار الاخیار و ترجمہ تاریخ مدینہ طالبعلموں کے واسطے زیادہ مفید ہیں۔

۲۰ - مولانا عبداللطیف سلطانپوری - عالمگیر بادشاہ کا اُستاد تھا۔

۲۱ - حکیم میر ہاشم گیلانی - یہ بھی شاہ عالمگیر کو پڑھاتا تھا۔

۲۲ - ملا محی الدین - اس نے بھی بادشاہ موصوف کو بارہ برس پڑھایا تھا

۲۳ - ملا عبدالحکیم سیالکوٹی - جب شاہ جہان بادشاہ کے دربار میں آتا تھا۔ اُسکو بہت سا روپیہ ملتا تھا۔ دوبار بادشاہ نے اُسکو روپیہ برابر بھی تول کر وہ روپیہ اُسی کو بخشدیا تھا۔ اُس نے بادشاہ موصوف کے نام پر بہت مفید اور کارآمد کتابیں بنائی ہیں۔ ازانجملہ حاشیہ بیضاوی حاشیہ مطول اور حاشیہ خیالی وغیرہ ہیں۔

۲۴ - حاجی محمد سعید بڑا فاضل اور قناعت پیشہ تھا۔ ہر چند کہ شاہجہاں بادشاہ نے اُسکو بلایا اور ملا عبدالحکیم اور سعداللہ خان وزیر کو بھیجا۔ مگر اُس نے ملازمت قبول نہ کی۔

۲۵ - میر شیخ ہروی - خراسان سے ہندوستان میں آیا اور شاہزادہ دارا شکوہ کا معلم رہا۔ دوہزاری منصب تک ترقی بھی کی۔ اور عالمگیر بادشاہ کے عہد میں نوسہزاری منصبدار اور صدر اعظم بھی ہو گیا تھا۔

۲۶ - شیخ نورالحق عبدالحق کا بیٹا فاضل اور محدث تھا اور ناظم و ناثر بھی۔ صحیح بخاری کی اُس نے شرح لکھی تھی۔ ۱۰۷۳ھ میں نوّے برس کا ہو کر مرا۔ یہ رباعی اُسکی بہت مشہور ہے۔

در شیوۂ ہمدماں ایں دہر خلاف گویم رمزے اگر نگیری بگذاف

ملکی و مذہبی کے لکھدیا تھا جس سے علما اور مشائخ کا زور دربار شاہی میں بہت گھٹ گیا۔ اور بادشاہ کو آزادی کے ساتھ اپنے آئین اور قانون چلانے کا موقع ملا۔ اسکے بیٹے شیخ فیضی اور ابو الفضل تھے۔

۹۔ شیخ فیضی۔ بڑا شاعر تھا۔ اکبر بادشاہ نے ملک الشعرا کا خطاب دیا تھا جب چھوٹے بھائی ابو الفضل کو علامی کا خطاب ملا تو فیضی نے بھی علامی کے وزن پر اپنا تخلص فیاضی کرلیا۔ اس نے ایک سو ایک کتابیں تصنیف کیں۔ از انجملہ تفسیر بے نقط سواطع الالہام اُسکے فضل و کمال پر حجت قاطع ہے۔ اور مثنوی نلدمن اور دیوان شاعری میں دلیل ساطع ہے۔ یہ دو شعر نلدمن سے ہیں۔

نل گفت کہ اے طبیبِ ناداں ... رنجم صفرائے یا مدادا ں
آگاہ نۂ تپِ درون را ... نشتر چہ زنی رگِ جنوں را

ایران کے بادشاہ شاہ عباس صفوی نے فیضی کی تعریف سنکر اکبر بادشاہ کے ایلچی سے چاہا کہ کوئی شعر اسکا یاد ہو تو پڑھے۔ اس نے یہ شعر پڑھا۔

بانگِ قلمم دریں شبِ تار ... بس معنی خفتہ کردہ بیدار

شاہ نے بہت پسند کیا۔ فیضی ۱۰۰۴ھ میں مرض ضیق النفس سے مرا۔

۱۰۔ شیخ ابو الفضل بڑا زبردست منشی تھا۔ اکبر بادشاہ نے اُسکو علامی فہامی کا خطاب دیا تھا۔ اکبرنامہ۔ آئین اکبری۔ اور منشآت ابو الفضل اسکی تصنیف سے بڑے معرکہ کی کتابیں۔ ۱۰۱۱ھ میں شاہزادہ سلیم عرف جہانگیر بادشاہ نے اُسکو دکن سے آتے ہوئے راجہ بر سنگہ دیو بندیلہ کے ہاتھ سے مروا ڈالا۔ بادشاہ کو اُسکے مارے جانے کا نہایت ہی سخت صدمہ پہونچا۔ فرمایا کہ اگر شاہزادہ کو بادشاہت کرنی تھی تو مجکو مارتا اور شیخ کو رہنے دیتا۔ شیخ اخیر میں وزیر ہوگیا تھا۔ اور دکھن کی مہم میں اُس نے بڑی بہادری سے فتوحات کی تھیں۔

۳۴۔ ملا حامد جونپوری۔ یہ بھی فتاوی عالمگیری کے کام میں شامل تھا۔
اور شاہزادہ محمد اکبر کو پڑھاتا تھا۔
۳۵۔ ملا اکرام لاہوری۔ شاہزادہ کامبخش کا معلم تھا۔ ایک چہارم حصہ فتاوی
عالمگیری کی ترتیب اور تالیف اسکے متعلق بھی تھی۔ وہ ۱۰۹۴ھ میں ستر برس
سے زیادہ عمر پاکر بمقام اورنگ آباد فوت ہوا۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کہتا تھا
کہ لاہور میں ملا یحیی کے بیٹے اکرام کے برابر کوئی فاضل نہیں ہے۔

فصل چہارم در ذکر لختے از خوشنویسان خوش کلام

۱۔ ابن مقلہ۔ مقتدر خلیفہ عباسی کا وزیر تھا اور بڑا خوشنویس۔ خلیفہ نے
اسکو ایک جعلی خط لکھنے کی علت میں ملزم کر کے ۳۲۶ھ میں اسکے ہاتھ کٹوا
ڈالے تھے۔ تو بھی وہ پونچہ سے قلم باندھ کر لکھتا تھا۔
۲۔ ابوالحسن علی ابن بلال۔ ہر چھ خط یعنے ثلث۔ توقیع محقق۔ نسخ ریحان
اور رقاع کو خوب لکھتا تھا۔
۳۔ یاقوت۔ یہ بھی چھوں خط بہت اچھا لکھتا تھا۔ مستعصم خلیفہ عباسی
کا غلام تھا۔ ۶۹۰ھ میں فوت ہوا۔
۴۔ شیخ احمد سہروردی یاقوت کا شاگرد رشید تھا اور فن خطاطی میں
کامل مانا گیا ہے۔
۵۔ مولانا مشہدی۔ ایضاً
۶۔ مبارک۔ اسکو خوشنویسی سے زریں قلم کا خطاب ملا تھا۔
۷۔ ارغون کابلی۔ ایک اچھا خوشنویس یاقوت کے شاگردوں میں سے تھا۔
۸۔ میر یحیی۔ یہ یاقوت کا شاگرد تھا اور بڑا خوشنویس۔
۹۔ میر علی تبریزی۔ امیر تیمور کے عہد میں تھا۔ اور سب خوشنویسوں سے فوق

ہیں رہی اور وہ وہیں مرا۔

۱۴ - شیخ الہداد لنگر خانی اکبر شاہی نامی فاضلوں میں سے تھا۔ اور کسی کے پاس نہیں جاتا تھا۔ بعض لوگ امتحان کے واسطے راتوں کو روپیہ اُسکے صحن میں ڈلوا دیتے تھے۔ صبح کے وقت اُسکے متعلقان خانہ اُسکے پاس لیجاتے تھے۔ وہ پتہ لگا کر جسکا ہوتا تھا۔ اُسکے گھر پہونچا دیتا تھا۔ اُس نے اپنے گھر میں کئی چکیاں بنا رکھی تھیں۔ محلہ کی عورتیں آکر آٹا پیس لیجاتی تھیں جسکی اُجرت سے اُسکے بال بچوں کا گذارہ ہوتا تھا۔

۱۵ - شیخ منور لاہوری۔ اکبر بادشاہ کی درگاہ میں بہت عزت سے رہتا تھا۔ اُس نے شرح مشارق الانوار شرح بدیع البیان اور شرح رسالہ قاضی لکھی ہے۔

۱۶ - مولانا میر کلان محدث اکبر بادشاہ کے عہد میں ہرات سے ہندوستان میں آیا۔ جہانگیر بادشاہ اُس سے پڑھا تھا۔

۱۷ - قاضی نور اللہ شستری حکیم ابو الفتح کی معرفت اکبر بادشاہ کی خدمت میں پہونچکر لاہور کا قاضی ہوا۔ جب وہاں سے معزول ہوکر درگاہ میں آیا تو ایک دن ایک کلمہ اُسکی زبان سے نکل گیا جو موافق مزاج بادشاہ کے نہ تھا۔ بادشاہ نے اُسکو خاردار کوڑوں سے پٹوا کر مروا ڈالا۔ اُس نے کچھ عمدہ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

۱۸ - قاضی نصیر الدین برہانپوری بہت عالم و فاضل تھا۔ ایک دن نواب عبد الرحیم خان خانان اُسکے باپ سراج الدین سے ملنے کو گیا۔ ملا شکر اللہ عرف افضل خان بھی ساتھ تھا۔ قاضی نصیر الدین کی جودت طبع اُسکو بہت پسند آئی اور اسی وسیلہ سے وہ دلی جاکر وزیر آصف خان کی معرفت دربار شاہی میں گیا۔ جہانگیر بادشاہ اُس سے بغلگیر ہوکر ملے اور چند روز بڑی عزت سے رکھا پھر قاضی اپنے وطن جاکر ۱۰۳۱ھ میں مر گیا۔

ز ترک چشم تو ہر تیر غمزہ آمد راست ... درون سینہ نشست آنچنانکہ دل میخواست

مرزا نے اسکو کتاب خانہ میں رکھا۔ اور ہر روز ایک سو بیت لکھنے کا حکم دیا۔
اس نے ایک دن ڈیڑھ ہزار بیت خاص و عام کے مجمع میں بخط نستعلیق
لکھکر لوگوں کا تعجب بڑہایا۔

۱۴۔ مولانا سلطان قلی امیر علی شیر وزیر سلطان حسین بایقرا کا مصاحب
تھا اور خط نستعلیق بہت بے بدل لکھتا تھا۔ شاعر بھی تھا چنانچہ یہ مطلع
اسکے اشعار سے ہے ؎

گل در بہار از رخ گلگوں نمونہ ایست ... چون اشک من کہ از دل پرخون نمونہ ایست

۱۵۔ مولانا محمد قاسم سلطان قلی کے شاگردوں میں سے امیر علی شیر
کی سرکار میں تھا۔

۱۶۔ مولانا ہجرانی مشہور خوشنویسوں میں سے تھا اور شاعر بھی چنانچہ
یہ شعر اسکا ہے ؎

جفا و جور کہ آن سرو گلعذار کند ... ز عشق او نکنم ترک گر ہزار کند

۱۷۔ حافظ خواجہ ہروی ہفت قلم تھا اور سلطان علی شیر کا ملازم۔ یہ
مطلع اسکی تصنیفات سے ہے ؎

شکل ہلال ابرویت از چشم تر نرفت ... ماہی ز غیر بحر و می سوئے بر نرفت

یہ ۹۲۴ھ میں فوت ہوا۔

۱۸۔ مولانا درویش محمد باغی تعلیق خوب لکھتا تھا اور ترکی زبان میں
بھی شعر کہتا تھا۔

۱۹۔ خواجہ عبد الصمد مروارید بیانی تخلص ساتوں قلم میں استاد تھا۔ اسکی
تصنیف سے دیوان مونس الاحباب تاریخ شاہی نظم منشیات اور شیرین خسرو
ایک زمانہ میں مشہور تھیں۔ یہ شعر اسکا ہے ؎

فگن اے بخت یک رہ استخوانم زیر دیوارش ... کہ غوغائی سگان سازد ز حال من خبردارش

چوں شیشۂ ساعت اند بیوستہ بہم　　دل ہا ہمہ پرغبار و رو ہا ہمہ صاف

۲۷ - ملا عوض وجیہ بلخ سے ہندوستان میں آیا اور عالمگیر کے عہد میں مدت تک مفتی اور محتسب رہا۔

۲۸ - قادر خان خواجہ عبد بعد تغیر ملا عوض وجیہ کے عمر بھر محتسب رہا۔ اُسکو تسلیم کورنش اور دوسری تکلیفیں نوکری کی معاف تھیں۔ کتاب فتاوی عالمگیری اُسی کے اہتمام سے اختتام کو پہونچی تھی۔

۲۹ - قاضی عبد الوہاب پاٹن گجرات کا رہنے والا تھا۔ عالمگیر بادشاہ نے اپنے اردوے معلی کی قضا اُسکو دی تھی۔

۳۰ - شیخ سلیمان منیری ایام بادشاہزادگی سے عالمگیر بادشاہ کے پاس رہتا تھا۔ دن میں تین دفعہ مستغیثوں کو پیش کر کے اُنکی حقیقت عرض کرتا تھا اُسکے متعلق عدالت محکمۂ اردوے معلے کی داروغائی تھی اور ڈاکچوکی اور خفیہ نویسی کی خدمت علاوہ اسکے تھی۔

۳۱ - شیخ عبد العزیز اکبر آبادی ہمت خان اور بختاور خان مولف مرأۃ العالم کے وسیلہ سے عالمگیر کے حضور میں پہونچا۔ خدمت عرض مکرر پر مامور رہا۔ عربی۔ فارسی اور ہندی اشعار بہت اچھے کہتا تھا۔

۳۲ - مولانا عبد اللہ خلف ملا عبد الحکیم سیالکوٹی اہل دولت سے کم ملنے اور گوشہ نشینی میں باپ سے بڑھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے عہدۂ صدارت تفویض کرنے کے لئے اجمیر میں بلایا۔ جب خواجہ بختاور خان نے یہ پیغام پہونچایا تو اُس نے کہا کہ میری عمر ساٹھ برس کی ہوگئی یہ وقت نوکری چھوڑنے کا ہے نہ کہ نوکری کرنے کا۔ اُسی اثنا میں رضوی خان صدر مرگیا۔ اور یہ عہدہ قلیچ خان کو تفویض ہوا اور مولانا کو رخصت ملگئی۔ وہ ۱۰۹۴ھ میں مرا۔

۳۳ - قاضی خلیل الرحمٰن جونپوری بادشاہی لشکر کا محتسب تھا۔ چہارم حصہ کتاب فتاوی عالمگیری کا اُسکے اہتمام سے تمام ہوا ہے۔

خوشنویسوں کا اتفاق ہے کہ ہندوستان میں اُسکے برابر کسی نے نستعلیق خط نہیں لکھا۔ اکبر بادشاہ نے اُسکے کمالات سے اطلاع پاکر اُسکو بلایا اور شاہزادوں کی تعلیم پر ملازم رکھا۔ سنہ ۱۰۲۰ھ میں مرگیا۔

۲۶۔ ملا علی رضا عباسی صفاہان کا رہنے والا تھا۔ ثلث اور نستعلیق خوب لکھہ جانتا تھا۔ شاہ عباس ماضی نے ایک مرقع اُسکے اور میر علی کے خط کا جمع کیا تھا۔

۲۷۔ میر خلیل باخرزی نستعلیق خوب لکھتا تھا اور اصلاح زیادہ کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ اور خوشنویس تو قلم سے لکھتے ہیں اور میں قلمتراش سے لکھتا ہوں۔ اُس نے نہ کسی اُستاد سے مشق کی تھی اور نہ کسی تعلیم کی نقل ہی اُتاری تھی۔

۲۸۔ میر عبداللہ شاہ نعمت اللہ ولی کی اولاد سے تھا۔ اکبر اور جہانگیر بادشاہ نے اُسکو مشکین رقم خطاب دیا تھا اور وصفی تخلص بھی۔ چنانچہ خود لکھتا ہے ؎

وصفی تخلص من و مشکین رقم خطاب | این نامہا زشاہ و شہنشاہ یافتم

سنہ ۱۰۲۵ھ میں مرا۔ پانچ مثنوی اور ایک دیوان اُس سے یادگار رہا۔ یہ شعر اُسکے زادہائے طبع سے ہیں ؎

اے دادہ تندخوئے تو رونق عتاب را | افزودہ گونہ گونہ بدل اضطراب را

نے حرف باکسے و نہ گوشے بحرف کس | برہم زدی شعار سوال و جواب را

۲۹۔ میر صالح کشفی وصفی کا بیٹا تھا باوجود خوشنویسی اور شعرگوئی کے قناعت درویشانہ رکھتا تھا۔ شاہجہان بادشاہ نے بڑی آرزو سے اُسکو بلاکر نوکر رکھا۔ ایک دن اُس سے پوچھا کہ تمہاری کیا عمر ہے۔ عرض کی کہ پانچ برس۔ بادشاہ نے متعجب ہوکر تشریح پوچھی تو کہا کہ عمر وہی ہے کہ جو حضرت کی بندگی میں صرف ہوئی۔ بادشاہ نے اس لطیفہ سے خوش ہوکر اُسکی قدر و

لے گیا تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ خط نستعلیق اسی کا نکالا ہوا ہے اور اسکا صحیح نام نسخ نستعلیق ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خط نستعلیق پہلے سے تھا۔ میر علی نے اسکو کمال پر پہونچایا ہے۔

۱۰۔ مولانا جعفر میر علی کا شاگرد میرزا شاہرخ کے عہد سلطنت میں بڑا خوشنویس تھا۔

۱۱۔ میر عبد الحی ہفت قلم۔ سلطان ابوسعید گورگانی کا میر منشی تھا۔ نستعلیق اس سے بہتر کسی نے نہیں لکھا۔

۱۲۔ مولانا سیمی سلطان بابر بن بایسنقر مرزا خلف مرزا شاہرخ ولد امیر تیمور صاحبقران کے ندیموں میں سے تھا۔ اسکو شاعری اور خوشنویسی میں عجب کمال حاصل تھا۔ اس نے ایک دن میدان نیشاپور میں خاص و عام کے روبرو دوہزار بیت بدیہہ مرزا کی تعریف میں تصنیف کر کے تمام شاعروں اور زود نویسوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ اسی طرح ایک دن ۱۳۰ مکتوب عمدہ عمدہ عبارت میں لکھے جنکو دیکھکر استادان فن خط و انشاء نے تحسین و آفرین کی۔ پھر ۹۲۵ھ میں جبکہ طبقات خاص و عام حاضر تھے دوہزار بیت بہت لطیف اور فصیح خمسہ نظامی کی بحر میں کہے اور عمدہ خط نستعلیق میں لکھے اس وقت گانا بھی ہو رہا تھا۔ اور نقارہ بھی بلند آوازہ تھا۔ و نوبت بھی بجتی تھی لیکن اسکا خیال کسی طرف نہیں بٹا۔ ظہر اور عصر کی نماز حسب قاعدہ پڑھی۔ اسواسطے یہ بیت اسکی مہر میں کھودی گئی

یک روز بمدح شاہ پاکیزہ سرشت سیمی دوہزار بیت گفت و بنوشت

۱۳۔ مولانا معروف بغدادی۔ یہ بھی بڑا خطاط اور منشی تھا۔ سلطان جلائر سے رنجیدہ ہوکر عمر شیخ مرزا کے بیٹے سکندر مرزا کے پاس آیا اور ایک قصیدہ سلمان ساوجی کے جواب میں مرزا کے نام پر لکھکر گذرانا جسکا مطلع یہ ہے

ہیچ در وے بتر از علت بیدردی نیست
درد نایاب بود ورنہ دوا ریختہ است

خطِ نسخ میں بادشاہزادہ محمد کام بخش کا اُستاد تھا۔
۳۶۔ آقا رشید شاگرد اور بھانجا میر عماد کا تھا۔ شاہجہان کے عہد میں وارد ہند ہو کر ترقی کو پہونچا اور کبرسن میں عالمگیر بادشاہ کا لطف و کرم شامل حال اُسکے رہا۔
۳۷۔ ملا محمد مشہدی نستعلیق میں آقا رشید کا شاگرد تھا اور ہفت قلم میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ اُس نے شاہ نامہ شاہ جہان بادشاہ کا بہت خوب لکھا تھا اور اسکا صلہ بھی اُسکو خوب ملا تھا۔
۳۸۔ اعتماد خان مخاطب بہ اشرف خان عالمگیر بادشاہ کا خانساماں تھا اور خوشنویسی میں کامل۔ اُس نے مثنوی مولوی معنوی کا انتخاب کیا تھا
۳۹۔ کفایت خان ولد مقیم خان عالمگیر بادشاہ کے وزیروں میں سے تھا اور خطِ تعلیق کو بہت بے بدل لکھتا تھا۔
۴۰۔ میر سید علی خان محمد مقیم کا بیٹا ایام شاہزادگی میں عالمگیر بادشاہ کو تعلیم خط کی دیتا تھا۔ اور اُسی عہد میں منصب ہزاری اور کتب خانہ کی داروغگی سے ممتاز ہوا۔ اخیر کو سوداز دگی سے ۲۷ سنہ جلوس عالمگیری میں ہنستے ہنستے بیہوش ہو کر مر گیا۔ شعر بھی کہتا تھا۔ چنانچہ یہ ایک ازانجملہ ہے ؎

من نہ آن برقم کہ خاشاکی زمن بندیاں — خارہا از آتشم بیہودہ واماں مے کشند

۴۱۔ سعیدا میر نسخ لکھنے میں کسیکا بھی شاگرد نہ تھا۔ اور ایران و توران پر بہ خوشنویسی مشہور۔ ہندوستان میں آیا اور قرآن و کتابوں کے لکھنے پر عالمگیر بادشاہ کی سرکار میں ملازم ہوا۔ طلا نویسی میں یکتا تھا۔
۴۲۔ میر محمد باقر ایرانی تھا۔ اور نستعلیق لکھنے میں نادر العصر شعر گوئی پر بھی مائل تھا

۲۰۔ خواجہ محمد مومن خواجہ عبد اللہ کا بیٹا ہی سا نون قلم خوب لکھتا تھا۔ شاہ طہماسپ صفوی سے آزردہ ہوکر ہندوستان میں آیا اور شہر وقت میں عزت ہوا۔ اُس نے ایک غزل ہندوستان کو روانہ ہوتے وقت کہی تھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

بسکہ گردون ہمچو خود بخت سر گردان مرا عاقبت کرد از غمت سر گشتۂ دوران مرا

۲۱۔ مولانا میر علی سادات ہرات سے تہا اور خوشنویسی میں اپنے اُستاد سلطان علی سے فوق لیگیا تھا مگر اُسکی خوش قسمتی کا حال اُسکے یہ شعر ظاہر کرتے ہیں ؎

عمرے از مشق دو تا بود قدم ہمچون خاک تا کہ خط من بے چارہ بدین قانون شد

طالب من ہمہ شاہان جہانند مرا۔ در بخارا جگر از بہر معیشت خون شد

سوخت از غصہ درونم چہ کنم چون سازم کہ مرا نیست ازین شہر رہ بیرون شد

این بلا بر سرم از حسن خط آمد امروز
وہ کہ خط سلسلۂ پائے من مجنون شد

۲۲۔ میر دوری نام سلطان بایزید اکبر بادشاہ کا ملازم تھا اور کاتب الملکی کے خطاب سے معزز۔ یہ شعر اُسکا ہے ؎

گہ درون جانی گہ در دل حزینی از شوخی کہ دوری یکجا نمی نشینی

۲۳۔ اشرف خان میر منشی اکبر شاہی ہفت قلم اور فن شعر و انشا میں عالم تھا۔ یہ شعر اُسکے نتیجہ فکر سے ہیں ؎

یارب تو مرا بآتش قہر مسوز در خانۂ دل چراغ ایمان افروز

این کسوت زندگی کہ شد پارہ ز جرم از راہ کرم برشتۂ عفو بدوز

۲۴۔ ملا عبد الباقی تبریزی ہفت قلم خوشنویس شاہ عباس ماضی کے عہد میں تھا۔

۲۵۔ مولانا محمد حسین زرین رقم کشمیری خط نستعلیق میں بید بیضا رکہتا تھا

ہر ایک کو فائدہ ہوتا تھا۔ منشی خوشحالچند عرف خوشحالی رام نے اُسکے اخلاق اور اشفاق کی تعریف اپنی کتاب تواریخ محمدشاہی میں بہت کچھ لکھی ہے۔

۲۔ افراسیاب خان۔ اسم بامسمیٰ تھا کہ زور و قوت میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن ہاتھی سواری کے واسطے بٹھایا تھا۔ اُس نے اپنا سیدھا پاؤں اُسکے گھٹنے پر رکھکر فیلبان سے کہا کہ ہاتھی کو اٹھا۔ اُس نے ہر چند کوشش کی مگر ہاتھی نہ اٹھ سکا۔ فرخ سیر بادشاہ نے ایام صوبہ داری عظیم آباد میں اس سے کشتی کا علم سیکھا تھا۔

تمام شد

2029

کتبہ فقیر حبیب احمد ساکن ڈہوک جیل ڈاکخانہ سہالہ ضلع راولپنڈی حال وارد لاہور

منزلت زیادہ کی۔ وہ ۱۰۶۱ھ میں مرا۔ یہ شعر اُسکا کہا ہوا ہے ؎

نظر بہ بیکسی ام کن کہ قطرہ آبے بکام من ندہد کس بغیر چشم ترم

۳۰۔ میر محمد عرشی۔ کشفی کا بھائی تھا۔ اُس نے چند قطعے بہ تقلید خط ملا میر علی کے اُسکے نام سے لکھکر شاہ شجاع کو دکھلائے شاہ نے ملّا کے لکھے ہوئے خیال کرکے ایک ہزار روپے انعام دئے۔ اور جب میر نے ظاہر کیا کہ یہ میرے ہی لکھے ہیں تو بہت پسند کئے اور ایک ہزار روپیہ اور عنایت فرمائے۔ میر شاہزادہ سلیمان شکوہ کو تعلیم دیتا تھا۔ ۱۰۹۱ھ میں ۹۰ برس کا ہوکر مرا۔ یہ شعر اُسکے ہیں ؎

کشاد غنچہ اگر از نسیم گلزار است کلید قفل دل ما تبسم یار است

ہیا بہ چشم ترِ ما جمال خویش ببیں کہ ہمچو آئینہ وآب راست گفتار است

۳۱۔ میر محمد شریف نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ اُسکو جہانگیر بادشاہ نے کاتب السلطان خطاب دیا تھا۔

۳۲۔ میرزا محمد حسین کشمیری شکستہ خوب لکھتا تھا۔ اصل میں صفاہانی تھا۔ اُسکا باپ مرزا شکر اللہ شاہ طہماسپ صفوی کے عہد میں مستوفی الملک اور شاہ اسمٰعیل ثانی کے زمانہ میں اعتماد الدولہ تھا۔ اور تعلیق خوب لکھتا تھا

۳۳۔ ظہور خان جہانگیر اور شاہ جہان کے امیروں میں سے تھا۔ خط جلی یعنی موٹا خوب لکھتا تھا۔

۳۴۔ امانت خان علامی۔ افضل خان کا بھائی نسخ لکھنے میں صاحب کمال تھا۔ روضۂ تاج گنج میں مقبرہ ممتاز الزمانی بیگم کے گنبد کا کتبہ اُسی کا لکھا ہوا ہے ۱۰۴۸ھ میں شاہ جہان بادشاہ نے اُسکو بہت انعام دیا تھا۔

۳۵۔ محمد نصیر ثلث و نسخ و رقاع خوب لکھتا تھا۔ اور نستعلیق بھی۔ اور شاعری بھی کرتا تھا۔ چنانچہ یہ ایک شعر اُسکا ہے ؎

قیمت مع محصولڈاک ## پیسہ اخبار لاہور اڑھائی روپے سالانہ

جسمیں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری معاملات پر اعلیٰ درجہ کی رائے زنی کیجاتی ہے اور انگریزی عربی ترکی وغیرہ اخبارات کے مضامین ترجمہ ہوکر درج ہوا کرتے ہیں اور جس کو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ اور تازہ خبریں بہم پہنچانے کا فخر حاصل ہے بوجہ اپنی نہایت ارزاں قیمت اور ہر دلعزیز پالیسی کے ہندوستان بھر کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے قیمت مع محصولڈاک فقط اڑھائی روپے رعایا پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نادر کتابیں ہر ایک خریدار کو مفت ملتی ہیں۔

2829

قیمت مع محصولڈاک ## انتخاب لاجواب چار روپیہ سالانہ

دنیا کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں مفید کتابوں اور تحریروں کا عطر مجموعہ جسمیں ہزارہا ایسے قیمتی علمی اور عملی مضامین دل بہلاو اور تعلیم کے لئے درج ہوتے ہیں کہ جو اور کسی ذریعہ سے اردو زبان میں مل نہیں سکتے ہندوستان میں کسی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا اردو زبان میں بے نظیر ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعام تقسیم ہوتے ہیں اور نامہ نگاروں کو معاوضہ دیا جاتا ہے ہفتہ وار اشاعت ۲۴ صفحہ کلاں

قیمت مع محصولڈاک چار روپے سالانہ

قیمت مع محصولڈاک ## روزانہ پیسہ اخبار پندرہ روپے سالانہ

روزمرہ تازہ بتازہ تاروں پر قیاس نہایت عمدہ انتخاب اور تازہ ترین خبریں دیتا ہے ہر روز علاوہ دیگر تصاویر کے ایک نہایت دلکش کارٹون ہوتا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں نہیں ہوتا قیمت سالانہ پندرہ روپے ماہوار سوا روپیہ۔

قیمت مع محصولڈاک ## بچوں کا اخبار دو روپے چھ آنے

انگلستان اور امریکہ میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہونگے مگر اردو زبان میں تمام ہندوستان میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے بچوں کا اخبار بڑی آب و تاب کے ساتھ کارخانہ پیسہ اخبار سے ماہوار شائع ہونا شروع ہوا ہے اور ملک کے تمام اخبارات اور اہل الرائے لوگوں اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق آداب اور تعلیم و تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے کوئی بال بچہ والا گھر اس سے خالی نہ رہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک صرف دو روپے چھ آنے۔

(درخواستوں کا پتہ) مینیجر پیسہ اخبار لاہور

اور تخلص آگاہ دل کرتا تھا۔ یہ ایک شعر اُسکے اشعار سے ہے۔ ؎
مایۂ عیش دو عالم دل پر درد بس است وازبد و نیک جہاں یک نفس سرد بس است

۴۳۔ حاجی عبداللہ ثلث ورقاع خوب لکھتا تھا۔ اور زود نویس پرلے سرے کا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ اُس نے لاہور سے دہلی کو آتے آتے پندرہ دن میں ایک قران بہت نادر تحفہ لکھکر شاہزادہ محمد معظم کے نذر کیا۔

۴۴۔ میاں عزیز خاں افغان آزاد منش اور درویش مشرب شخص تھا لالہ خوشحالی رام مصنف تواریخ محمد شاہی نے لکھاہے کہ میں نے گیارہ برس تک اُنکی خدمت سے فیض اُٹھایا۔ اور وہ اس وقت کہ ۱۱۵۶ھ ہیں کبھی کسی دولتمند کے ملازم نہ ہوئے۔ غریبوں اور کائیتوں کے لڑکوں کی تربیت میں مشغول ہیں اور نستعلیق باوجود کبر سن کے بہت خوب اور پاکیزہ لکھتے ہیں۔

فصل پنجم در ذکر چندے از امرائے با ننگ و نام

۱۔ سید انور خان۔ فرخ سیر کے عہد میں دو ہزاری منصب رکھتا تھا بندی خانہ اور غسلخانہ کی داروغگی اور مشرقی اُسکے علاوہ تھی۔ باوجود امیری کے درویشانہ گذر کرتا تھا۔ ہندی زبان میں بھی بڑا ربط تھا۔ چنانچہ کتاب رتنک پریا سندر سنگار اور ست سئی وغیرہ بڑے شوق سے پڑھتا تھا۔ اور کاشی و کشمیر کے پنڈتوں کو ملازم رکھکر اُن سے بھی پڑھوانا تھا لیکن شاگردوں کو نوکر رکھ کر خود سبق پڑھاتا تھا۔ صبح سے آدھی رات تک اُسکا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ چوبدار اور دربان کسی کو نہیں روکتے تھے۔ ہر قسم کا بیمار اور مریض روبرو آکر اپنا حال کہتا تھا وہ صرف اُسکے نام پوچھکر اپنے دواخانہ میں سے دوائی دے دیتا تھا۔ اُسکی نیک نیتی

قطعہ تاریخ طبع رسالہ دلپذیر خاص و عام تذکرۂ اکابر اسلام
از نتیجۂ افکار فخر روزگار ماسٹر منشی رائے لچھمی نرائن صاحب
عارف التخلص نبیرۂ آذر مصنف مثنوی گلزار نصیحت و جنرل
سکرٹری دفتر بھاگوت گیتا منظوم و مینیجر اسٹیٹ لائبریری جودھپور (راجپوتانہ)

وھو ھذا

چھپا خوب یہ باکمالوں کا حال — مؤلف بھی جسکے ہیں صاحب کمال
قلم کر کے پائے عدد سال طبع — کر آذر رقم تذکرۂ بے مثال
سنہ ۱۳۱۹ — سنہ ۱۹۰۲ء

سطرے چند از مولانا محمد عبدالحی صاحب متخلص بہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ راج مارواڑ

مخدومی و معظمی

تذکرہ اکابر اسلام میں نے دیکھ لیا خوب ہی اختصار کے ساتھ آپنے مشاہیر زمانہ کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔ میں بحیثیت ایک مسلمان کے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہ حیثیت ایک نیازمند کے بے تصنع اسکا مداح ہوں۔ والتسلیم۔ فقط

نیازمند محمد عبدالحی عفی عنہ